© rasailojaraid.com

مدیر کے نام

سید حامد عبدالرحمٰن الکاف ' صنعا' یمن

اشاعت خاص-۲ ملی۔ اس نمبر میں مرکزی حیثیت ''مکاتیب سید'' اور مکتوب بنام قاضی عبدالقادر اور مکتوب بنام مولانا وصی مظہر ندوی کو حاصل ہے جو خاصے کی چیز ہیں۔ بلوچستان قانون کمیشن کے سوال نامے کے جوابات از مولانا مودودیؒ نہایت اہم اور مربوط تحریر ہے۔ افسوس کہ وہ خط جو مولانا نے کمیشن کے صدر کے نام' اپنے دستخط سے لکھا' اور جس کا ذکر محمد اسلم سلیمی صاحب کے خط بنام ڈاکٹر فضل الٰہی قریشی میں آیا ہے' درج نہیں ہے۔ اگر یہ بھی ہوتا تو یہ مضمون مکمل ہو جاتا۔

ڈاکٹر حسن صہیب مراد کا مضمون اس اعتبار سے اچھوتا ہے کہ اب تک اس موضوع پر کسی نے بھی قلم نہیں اٹھایا ہے۔ یوں وہ ایک غیر دریافت کردہ میدان (unexplored field) کے رائد (pioneer) ہیں۔ اگر اس کو پروفیسر خورشید احمد کے مضمون: ''مولانا مودودیؒ: مفکر' مصلح اور مدبر'' سے ملا کر پڑھا جائے تو خاندان' معاشرہ اور جماعت اور ریاست کی تنظیم اور حکمتِ عملی میں شوریٰ' اطاعت' اظہارِ رائے کی آزادی' احتساب اور بحیثیت مجموعی شورائی نظام حیات' خاندان سے ریاست تک کے پیچیدہ مسائل میں بڑی رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی کا مقالہ: ''تجدید دین حق اور مولانا مودودیؒ'' پچھلی تجدیدی کوششوں پر گہرے تبصروں اور ان کی جان دار تحلیل کے ساتھ مولانا مودودیؒ کی کتاب: تجدید و احیاے دین کی مختصر مختصر تحدیث (updating) ہے۔ میرے نزدیک اس کے بعض اجزا کو ترتیب دے کر مذکورہ کتاب کے آخر میں شامل بھی کیا جا سکتا ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر نے: ''سیرت پر ان کی تحریروں کا اسلوب اور منہج ماقبل کے تمام ذخیرۂ سیرت سے جدا اور منفرد تشخص رکھتا ہے''، کہہ کر سیرت پر پچھلی ساری نگارشات پر ایک جامع تبصرہ کر دیا۔ پھر وہ مولانا مودودیؒ کی سیرت نگاری کے عصرِ حاضر میں اثرات کو بھی نہ بھول سکے۔ انھوں نے ۱۲ کتبِ سیرت میں مولانا کے اثرات کی نشان دہی کی ہے۔ ان سے چوک ہوگئی کہ ان کو مولانا صفی مبارک پوری کی عربی زبان میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الرحیق المختوم یاد نہیں رہی۔ اس میں بھی مولانا مودودیؒ کے اثرات نمایاں ہیں۔ اس کے ذریعے یہ اسلوبِ تفکر و تحریر عربی سیرت نگاروں کے لیے ایک نمونے کا کام دے سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی: ''مولانا مودودیؒ اور ابن تیمیہؒ'' میں لکھتے ہیں: یہی وجہ ہے کہ غزالیؒ اور رازیؒ اور ان کے بعد ابن تیمیہؒ کی تنقیدوں کے جواب میں جو آوازیں منطق اور فلسفے کے دفاع میں اٹھیں ان کو کسی حکومت یا سیاسی قوت کی تائید حاصل نہ تھی...... لیکن کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ یہ حضرات ایک ایسے فلسفے اور نظریے پر تنقید کر رہے تھے جس کو ہم بلاخوف تردید سیاسی اعتبار سے ایک یتیم فلسفہ قرار دے سکتے ہیں۔ اس کے برعکس جس فلسفے اور نظریے کو مولانا مودودیؒ اور ان کے معاصرین نے تنقید کا نشانہ بنایا، اس کی پشت پر بڑی بڑی مضبوط سلطنتیں اور سیاسی قوتیں موجود تھیں جن کا سوچا سمجھا مطمح نظر اور طے شدہ ایجنڈا ہی یہ تھا کہ اپنی سیاسی قوت کو اپنے نظریات کے فروغ میں استعمال کیا جائے''۔ اس طرح ڈاکٹر محمود احمد غازی اس چیلنج کی گہرائی اور ہمہ گیری ثابت کرنا چاہتے ہیں جو مولانا مودودیؒ کو درپیش تھا۔ مجھے یہاں صرف یہ اضافہ کرنا ہے کہ جس صورتِ حال کا نقشہ ڈاکٹر صاحب نے کھینچا ہے وہ ابھی ''تھا'' کے صیغے میں بیان نہیں کی جاسکتی، کیونکہ یہ استعماری حکومتیں اور طاقتیں اس وقت سے زیادہ طاقت ور ہو کر افغانستان اور عراق پر قبضہ کر چکی ہیں۔ اب ان کا ایجنڈا یہ ہے کہ ''وسیع تر شرقِ اوسط'' میں اپنے طرز کے نظامِ حکم، نظامِ تعلیم اور نظامِ ثقافت اور اقتصادی و مالی نظام بالجبر اور بالقوۃ قائم کریں۔

مجھے ڈاکٹر مالک بدری کا موازنہ 'ایک طرح سے غیر متوازن نظر آیا'۔ الحمدللہ اخوان مصر، شام وغیرہ میں ناقابلِ برداشت سختیوں کے علی الرغم ابھی تک اپنے اصولوں پر پامردی سے ثابت قدم ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا یہ مشاہدہ سوڈان کی حد تک صحیح ہو، مگر اس کو سارے ممالک میں تحریکِ اخوان پر عام کر دینا سراسر زیادتی ہے۔

میرے محسن اور کرم فرما جناب میاں طفیل محمد صاحب اور محترمہ سیدہ حمیرا مودودی کے مضامین قندِ مکرر کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کا مزہ ہر بار کچھ نیا نیا سا لگتا ہے!!

قانتہ رابعہ، گوجرہ

اشاعت خاص-۲ زیر مطالعہ ہے۔ اس میں ''ہمارے والدین شجر سایہ دار'' سب سے پہلے پڑھا۔ بلاشبہہ یہ ایسی تحریر ہے جو دلوں کے تار ہلا دیتی ہے۔ مثالی لوگ کہلانا اور بات ہے، مثالی بن کے دکھانا اور بات۔ مولانا کی صاحبزادی نے اپنے قلم کے جوہر دکھائے، یہ صفت انھیں والدین سے ورثے میں ملی۔ ایک آئیڈیل بیوی اور ماں بننے کے لیے کس قدر حوصلے، صبر، استقامت اور خدا پر توکل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ بتاتے ہوئے انھوں نے امیر خسرو اور دیگر شعراے کرام کے اشعار نگینوں کی طرح پروئے ہیں۔ لطف آ گیا! محترمہ اپنی قیمتی یادداشتوں کا سرمایہ پڑھنے والوں تک ضرور منتقل کریں۔ یہ ان کے پاس امانت ہے۔

© rasailojaraid.com